سلسلۂ اشاعت ادارۂ تعلیماتِ الٰہیہ نمبر ۱۳

اسلام میں غلامی

مصنّفہ

سرکار حکیم الامہ علامہ ہندی طاب ثراہ

ناشر:- ناظم ادارۂ تعلیمات الٰہیہ ۲/۲۲ ڈرگ کالونی -

کراچی

قیمت ۳/

(... پریس کراچی)

آزادی

آزادی وہ نعمت ہے جس کے لئے کائنات کا ذرہ ذرہ مخلوقات و موجودات عالم کی فرد فرد بے چین و مضطرب ہے مگر یہ ایک خواب ہے جو شرمندۂ تعبیر نہیں ہے۔ ہواؤں کا آزادانہ چلنا اور کرۂ زمین سے طوفاں خیزیاں دکھا کر بے نیاز ہو جانا ناممکن و محال ہے۔ کشش مرکزی کی بیڑی اور جذب ارضی کا بھاری لنگر ہلنے نہیں دیتا۔

نہروں کی روانی، سمندروں کی طوفان خیزیاں۔ دریاؤں کا جوش و خروش ساحلوں سے ٹکرا کر رہ جاتا ہے، طوفان نوح کا زور کرۂ زمین کو غرق کر کے دم لیتا ہے لیکن آخر نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ویا ارض ابلعی مائک ویا سماء اقلعی وغیض الماء۔ آنجی آن پانی کی آزادی ایک اشارے میں مٹا دی جاتی ہے۔

آگ کی شعلہ دری دامن کائنات کو جلا دینے آزلوانہ لپکتی ہے لیکن یا نار کونی بردا وسلاماً علیٰ ابراہیم۔ کا حکم پاتے ہی چند بوتی استخوانوں کے جلانے سے عاجزی کا اظہار کئے بغیر اُس کو چارہ نہیں ہوتا۔

اللہ رے شوق آزادی آفتاب کی زبردست ہستی میں یہ انقلاب کہ خود اُس کے دست و پا اُسی کے جسم کے اجزاء اُس قید کو گوارا نہیں کرتے

ل کر رہنا نہیں چاہتے اور اُسی کے جدا شدہ شعلے سیارات کی شکل میں اپنے اپنے محوروں پر علیحدہ ہستی قائم کرنے میں مشغول ہو گئے۔ لیکن کیا وہ آزاد ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں آفتاب کی جذب و کشش کے سامنے مدارات کے قلعوں میں نظر بند و مقید ہیں۔ غرضکہ کائنات کی کوئی شے قید و بند سے خالی نظر نہ آویگی پھر نعرۂ آزادی مجذوب کی بڑ ہے۔ انسان ضعیف کی کیا ہستی کہ وہ آزادی کا نام لے سکے روح کی بیچینی کا تقاضا کہ وہ آزاد ہو کر عرش و فرش ایک کر دے۔ لیکن کمزور ہڈیوں پسلیوں کے قفس سے بہ اختیار خود آزادی ناممکن و محال۔ پھر آزادی کی ترنگ ناممکن چیز کی امید غلط اور بالکل غلط ہے سب سے زائد انسان ہی مجبوریوں معذوریوں۔ پابندیوں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ اس کی آزادی کی امید خواب و خیال ہے۔ مخلوق ہونا موجود ہونا ہی ایک سخت ترین قید ہے۔ خالق کائنات کا وجود خود شاہد قوی ہے کہ حاکمانہ تصرفات قادرانہ اختیارات سے مخلوق کا ذرہ ذرہ اُس کی مشیت و مصلحت و ارادے کے سامنے بے بس ہے۔

قانون مزاحمت فی البقاء، قوانین کیمیاویہ، قوانین نفسیہ قوانین طبعیہ، قوانین حیاتیہ، قوانین فطریہ کی زنجیروں سے جکڑا ہوا انسان عالم شہود میں آتا اور دنیا والوں کی صورت دکھاتے ہی۔ قوانین اخلاقی۔ قوانین تمدنی قانون معیشتی و اقتصادی، قانون سیاسی میں جکڑ کر ڈال دیا جاتا ہے۔ ان زنجیروں کی ایک کڑی توڑنا انسان کی بربادی، تباہی کا

سُنو سُنو !! آزادی اور صحیح آزادی کا مفہوم سمجھو پھر آزادی کا نام لو۔

آزادی کیا ہے۔ قوانین مذکورہ کے مضر اثرات سے امکان بھر بچنا جہد للبقاء میں حیات صالح کی تیاری کرنا مزاحمت فی البقاء کو انتہائی جد وجہد سے دور کرنا۔ فلاسفہ اور حکما کا یہی کام تھا کہ وہ انتہائی غور و خوض کے بعد ایسے قوانین بنا دیں۔ جو مفید بقاء صالح ہوں مذاہب کی بنیاد کا بھی یہی اساس ہے کہ غافل و جاہل انسان کو اس نی بقاء کے لئے اصول بتا دے۔

صحیح آزادی

کیا ہے؟ صحیح قوانین (مذہبی ہوں یا حکماء کے ساختہ) کی پابندی اور ان صحیح قوانین اور آئینوں کی پیروی کا اس کے سوا کوئی مفہوم ہو ہی نہیں سکتا۔ غلط اصولوں مضر قانونوں حیاتیات و نفسیات و اقتصادیات و اخلاقیات و سیاسیات کے ناجائز و غلط اصولوں کے توڑنے میں دلیرانہ اقدامات جہد للبقاء میں جان و مال کی قربانی اور سخت مصائب کی برداشت کے ساتھ صحیح اصولوں پر زندگی کا قائم کرنا یہ ہے جنگ آزادی۔ اور غلط اصولوں اور متشددانہ قوانین کے بوجھ میں دبا پڑا رہنا درحقیقت اس کا نام غلامی ہے۔

غلامی کا رواج

ہمارے بیان کی روشنی میں غلامی اور آزادی کے مفہوم کو سمجھو اس وقت تم کو معلوم ہو گا کہ اسلام کی غلامی کی کیا حیثیت ہے اور تمام عالم کے مُلکی قومی

مذہبی قوانین سے کس قدر اعلیٰ و ارفع اسلامی قانون ہے۔

لونڈی غلام بنانا بہت قدیم رسم ہے۔

عبرانیوں میں غلامی: ۔ اُس زمانہ میں کنیز و غلام کے کچھ حقوق نہ تھے جاہلیت کے لوگ کمال بے رحمی سے کنیز و غلام بناتے تھے آزاد کرنے کا کوئی طریقہ معین نہ تھا نہ غلام بنانے کا کوئی طریقہ تھا۔ حضرت موسیٰ نبی کے زمانہ میں کفار اسرائیلیوں کو پکڑے جاتے تھے اور طوق و زنجیر آہنی میں جکڑ کر اکثر اُن سے عمارتوں کا کام لیتے تھے۔ وہ بے چارے زنجیروں میں اُلجھ اُلجھ کر بلندیوں پر سے گرتے اور مر جاتے ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔

حضرت موسیٰ نے اس غلامی سے آزادی کی جنگ کی اور وہ حق بجانب تھے فرعونیوں سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی لیکن پر بھی اس رسم کو خوف بنی اسرائیل سے مخالفت کر کے منسوخ نہ کر سکے کتاب استثنا باب ۲۰۔ آیت ۱۴ میں عورتوں کے اسیر کرنے کا صاف حکم موجود ہے۔

جن اسیر عورتوں کو حرم بنایا جاتا اور ان کے ساتھ یہ برتاؤ ہوتا سر منڈوا کر ناخون کٹوا کر زوجہ بنانے کا صاف حکم ہے۔ پھر اگر اس سے خوش نہ ہو تو اُس کو اجازت ہے جہاں جی چاہے نکل جاوے۔ (استثنا باب ۲۱ آیت ۱ سے ۱۴)

انجیلی غلامی

انجیل کے انگریزی ترجموں میں خوفناک سخت الفاظ میں کہا گیا ہے کہ غلام اپنے مالک کا روپیہ ہے جس طرح سے چاہے اُسے استعمال کرے۔

شاید یہ بات تعجب انگیز معلوم ہوتی ہے کہ عیسائیت اور غلامی ایک دن کیلئے

بھی کسی طرح اکٹھا نہیں رہ سکتیں لیکن ہم کو تو حقائق سے بحث ہے اور یہ امر محقق ہے کہ غلامی بیشک عیسائیت کے ساتھ رہتی تھی۔ بلکہ اُسے عیسائیت کی رو سے جائز ہونے کا دعویٰ انیسویں صدی تک کیا ہے۔ اور بیشک انجیل میں کوئی صریح ممانعت غلامی کی نہیں ہے بلکہ برخلاف اس کے اُس کو انجیل میں بطور ایک موجودہ رسم کے تسلیم کیا گیا ہے اور پولوس قدوس نے۔ مالکوں کے ساتھ نوکروں کے فرائض کو۔ جن کو ایسے غلاموں کے سخت نام سے مخاطب کیا ہے۔ ایسی ہی صراحت سے بیان کیا ہے جیسے کہ یہاں کے فرائض کو ان کے ساتھ دیکھو۔ محمد اینڈ محمڈن ایزم مصنفہ بارسورتھ (سمتھ)

ویدی غلامی

وید مقدس بھی صریح غلامی کی اجازت دے رہا ہے جو شودر تحریر کیا گیا ہے اس سے داس (غلام) کا کام کرنا چاہا ہے۔ (منو $\frac{8}{413}$) کیونکہ برہمن کا داس کرم کے واسطے سری برہما جی نے شودر کو پیدا کیا ہے۔

(۱) دھوجا رت جس کو میدان جنگ سے فتح کر کے لایا جاوے۔ (۲) بھگت داس جو روٹی کی خاطر غلامی منظور کرے (۳) گرہن داس (جو کسی قصور کی سزا کے لئے غلامی کا کام کرنا منظور کرے) سے جو پیدا ہوا ہو (۴) مول لیا ہوا (۵) دان میں ملا ہوا (۶) بزرگوں کے وقت سے چلا آتا ہو (۷) ڈنڈ (داس) جرمانے کے عوض جن کی غلامی قبول کی ہو) یہ ساتوں داس (غلام) ہی ہیں دیکھو منو $\frac{8}{415}$) زوجہ فرزند داس (غلام) یہ تینوں بے زر ہیں اور اگر دولت فراہم کریں تو جس کے یہ تینوں ہیں اسکی

دولت ہے (منو ۱۲۶ ہ)

مملکتوں میں غلامی کا رواج

روما اور یونان میں بہت عرصہ تک یہ رواج تھا اطنہ میں عموماً غلاموں سے بحسن سلوک پیش آتے تھے لیکن اسارتا والے غلاموں پر بیحد سختی کرتے تھے۔ قدیم زمانہ میں "روما" والے اسیر جنگ کو یا وہ قرضدار جو اپنا قرض ادا نہ کر سکے۔ غلام سمجھتے تھے۔ روم میں غلاموں کیلئے کوئی حق نہ تھا۔ بلکہ اکثر ادنیٰ فروگذاشت پر غلام قتل کر دیا جاتا تھا"

شاہ روم "اکسٹس" کے زمانہ میں ایک ایک رومی رئیس کے پاس بوقت مرگ چار ہزار غلام تھے۔ عیدوں کے زمانہ میں پہلوانوں کے عید منانے کا یہ طریقہ تھا کہ باہم جنگ میں غلام فریقین کے نبرد آزما ہوتے اور عید گاہ کے میدان میں خون کی ہولی کھیلی جاتی تھی۔ کبھی کبھی غلام آزاد بھی کیا جاتا تھا"

مذکورہ بادشاہ نے ایک قانون کے تحت میں غلاموں کو فی الجملہ حقوق بھی دئے تھے" اور انیتوتیس " نے قانوناً مالکوں سے یہ حق سلب کر لیا تھا کہ کوئی غلام قتل نہ کیا جاوے"

سابق زمانہ میں سفید رنگ والوں کی خرید فروخت ہوتی تھی جبسے امریکہ کا انکشاف ہوا اُس وقت سے سیاہ رنگ غلام بنائے جانے لگے پرتگیزی" جبریہ امریکہ کے ہندیوں سے کان کنی کا کام لینے لگے۔ یہ کمزور خلقت اس مشقت کی تاب نہ لاتی اور اکثر لوگ مرجاتے تھے بعض رحمدلوں کو

اُن پر ترس آیا اُنھوں نے ان کمزوروں کے بجائے افریقہ کی سیاہ قوموں کو جو مضبوط توانا ہوتے ہیں اس خدمت کے لیئے منتخب کیا۔ پرتگیزی" جو عربی افریقہ کے بڑے حصّہ پر قابض تھے اُنھوں نے بھی اِس قوم کو منتخب کر لیا اور ۱۵۱۷ء سے آفریقی لونڈی غلام بنائے جانے لگے۔ اور رفتہ رفتہ تمام یوروپ میں اُن کی غلامی رائج ہوگئی۔ درمیان ۱۶۸۰ء و ۱۷۰۰ء کے تنہا انگریزوں نے تین لاکھ غلام افریقہ سے حاصل کئے۔

طریقۂ غلام سازی

غلام لانے کا طریقہ یہ تھا کہ بندوقوں کی آوازوں سے دھمکا کر دہاتیوں کو گرفتار کر لیتے تھے کبھی بستیوں میں ان غریبوں کی آگ لگا دیتے تھے بدبخت اہالی قریہ برہنہ جسم شعلوں سے جان بچاکر بھاگتے اور اُس حالت میں اسیر کر لئے جاتے تھے اور جو مقابلہ کرتا اُس کو قتل کر دیتے تھے۔

ایک سیّاح ناقل ہے میں نے ایک عورت کو درخت کے نیچے بیٹھے دیکھا جس کے چند بچے مصیبت زدہ ماں کے سامنے کھیل رہے تھے۔ چند قزاق آئے اور بڑھیا کے سامنے سب بچے پکڑ لے گئے۔ وہ بدنصیب ماں چار روز تک اُسی درخت کے نیچے آہ وزاری کرتے کرتے دنیا کو وداع کر گئی۔

دوسری حکایت ایک دوسرے سیّاح کی زبانی ہے ایک ویران قریہ میں اُس کا گذر ہوا ایک پیر مرد سکرات موت میں مبتلا گھر میں پڑا ہوا ملا معلوم ہوا کہ بردہ فروش جماعت نے حملہ کر کے تمام بوڑھوں کو ذبح کر ڈالا جوانوں کو

اسیر کر لے گئے۔ دوسرا طریقہ غلام سازی کا یہ تھا کہ حکام و روسائے قصبہ کے چند لوگوں کو جادوگری سے متہم کر کے زہر خوری پر اُن کو مجبور کرتے جب وہ زہر خوری سے مر جاتے تو بقیہ کمزوروں کو قید کر کے لے جاتے تھے۔ ان اسیروں کو دور دراز ملکوں میں پا پیادہ لے جایا جاتا تھا۔ فرار کے خوف سے سب کو اس طرح سے مقید کر لیتے تھے کہ ایک بھاری زنجیر کے ایک سرے سے دونوں پیر جکڑ دیتے تھے دوسرے سرے پر ایک بڑی لکڑی باندھ کر قیدی کی گردن سے دوسرا سرا باندھتے اور ہاتھ زنجیروں سے کس دیتے۔ تمام شب اُس غریب کو کھڑے ہوئے گزرتی۔ غریب عورتیں بچوں کو گود میں لئے پیادہ دور دراز ملکوں میں لائی جاتی تھیں اگر کوئی ماں راہ میں مر جاتی تو گود کا بچہ تنہا جنگل میں چھوڑ دیا جاتا اور بھوکا پیاسا مر جاتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ یہ ظالم بردہ فروش ماؤں کی گود سے بچوں کو خود چھین کر جنگلوں میں ڈال دیتے۔ مائیں بھڑکتی بلکتی ظالموں کے ساتھ چلی جاتی تھیں۔ جب اسیروں کا کارواں دریا کے کنارے پہونچتا تھا تو زنجیروں میں جکڑے چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بھر دئے جاتے کہ جنبش نہ کر سکتے تھے۔ کثرت نفوس کی وجہ سے جہازوں میں تعفن پیدا ہوتی اور ہوا فاسد ہو کر بہتوں کو موت کے گھاٹ اُتارتی تھی اور منزل مقصود تک پہنچتے پہنچتے نصف کے قریب مر جاتے تھے۔ جب جزائر امریکہ میں یہ قافلہ پہنچتا تھا تو چوپاؤں کی طرح بیچ ڈالا جاتا تھا۔ اُن کے نگہبانوں کے ہاتھ جو اذیتیں پہنچتی وہ بھی مر جانے سے کچھ کم نہ ہوتی تھیں۔

تحریک آزادی

انگلینڈ والوں نے سب سے پہلے تحریک آزادی شروع کی ۱۸۰۷ء
پارلیمنٹ نے قانون بردہ فروشی کو منسوخ کیا۔ اور ۴ فروری ۱۷۳۵ء
جمہوریت نے تمام غلاموں کو مملکت فرانسہ سے آزادی کا حکم دیا۔
رفتہ رفتہ امریکہ میں بھی آزادی کا قانون جاری ہوا ۱۸۳۳ء میں برٹش گورنمنٹ
نے اپنے تمام مستعمرات میں غلاموں کی آزادی کا حکم دیا اور بیس ملیوں پونڈ
تاجران پر غلاموں کے تقسیم کیا ۱۸۱۷ء میں ماڈگاسکر کے ساتھ معاہدہ
ہوا کہ آئندہ سے تجارت غلام وکنیز کی بند ہو۔
۱۸۲۲ء امام مسقط سے ایسا ہی معاہدہ ہوا باوجود معاہدہ کئی سال تک
سواحل افریقہ پر بردہ فروشی ہوتی رہی اُس وقت یہ تجارت عربوں کے ہاتھ
میں تھی دریائے میڈیٹرانہ کے کناروں پر افریقہ سے غلام لائے جاتے اور
بحراحمر کے بندرگاہوں پر فروخت کئے جاتے تھے۔
۱۸۷۳ء میں انگریزوں نے سلطان زنگبار سے معاہدہ کیا کہ اُس کی مملکت
بردہ فروشی ممنوع ہو اور اس طرح سے زنگبار کے بازار کو بردہ فروشی کے شکست ہوئی
اور رفتہ رفتہ بردہ فروشی کا تو خاتمہ ہوا لیکن ان سفید چمڑے والی قوموں نے اس
حیوانی رسم کی یادا بتک کالے گورے رنگ کے امتیاز سے قائم کر رکھی ہے اور عام
پر سفید چمڑے والے سیاہ اقوام کو اپنا غلام ہی سمجھتے ہیں اور خود کو آقا خیال
کرتے ہیں اور یہ امتیاز ہوٹلوں۔ کلب۔ اسکولوں۔ کالجوں۔ ریل کے ڈبوں

سٹیشن کے ویٹنگ روموں۔ نوکری کے عہدوں تک میں نمایاں طور پر موجود ہے حتیٰ کہ قوانین ملکی میں ایک ہی جرم میں دو سزاؤں سے امتیاز باقی رکھا گیا ہے برٹش نوآبادیات فرانسہ کے نوآبادیات۔ اٹالی نوآبادیات۔ امریکہ۔ ہسپانیہ ہر جگہ یہ امتیاز موجود ہے۔

اسلام حقیقی محسن ہے

تمدن اسلامی نے اقوام عالم پر تیرہ سو سال پیشتر جو مادی احسان کیا ہے وہ اس صورتی امتناع بردہ فروشی سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اس نے تمام بنی نوع انسان میں حریت۔ مساوات وعدالت کا قانون جاری کر کے ایک صف میں سب کو جگہ دی ہے۔

مورخین مسیحی کی شہادت

گاڈفری ہنگس کہتے ہیں کہ انسانوں کی بدقسمتی ہے کہ نہ عیسیٰؑ نے نہ محمدؐ نے انسداد غلامی کو مناسب سمجھا۔ اگر شاید کہا جاوے کہ جب انھوں نے اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ ودروں سے اسی طرح پیش آؤ جس طرح کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے پیش آویں تو اس حکم سے گویا انھوں نے غلامی کو منسوخ کر دیا تو یہ تعریف کے لائق ہے مگر بدقسمتی سے تجربے میں صحیح نہیں۔ خانہ زاد غلامی اسلام کے یہاں بیشک ایسی ہے کہ اس میں غدر کی گنجائش نہیں مگر ان بیرحموں سے جو ملک افریقہ کی تجارت کی غلامی اور ویسٹ انڈیز کی نئی آبادیوں میں ہوتی ہے اس کو کیا نسبت

ہے ہم نے روم یورپ کینٹری کے پادریوں اور انجمنوں اور یورپ کے تمام فتوا
مسئلوں اور مذہبی قانون وغیرہ کا تذکرہ خوب سنا ہے مگر یہ کبھی نہ سنا کہ ا
شخصوں نے اس سب تجارت کے خلاف کوئی اعلان کیا ہو۔ بتلاؤ کوئی ز
یا قانون یا کام انجمن کا خود روم اور کینٹربری کے پادری اس خطاب یعنی
پیروؤں کی شہوت پرستی کے ذریعہ جلنے کے مستحق ہیں جس کو محمدؐ کی طرف نہ
کرتے ہیں اس لئے کہ تجارت مذکورہ کی بیرحمی کے صاف ثابت ہونے
بعد انھوں نے اُن لوگوں کو اپنے فرقہ سے علیحدہ نہ کیا جو اُس میں مصروف
تھے چنانچہ ہر فرقہ کو اس نے کہدیا تھا۔ مجھ کو معلوم ہے کہ وہ حریف زبانی
جواب دیں گے کہ ایک آدمی کو صرف غلاموں کے مالک ہونے کی وجہ سے
نہیں کرسکتے کیونکہ غلامی کا جائز ہونا غالباً انجیلیوں میں اور صحیفوں
ہر صفحہ میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ جہاں کہیں لفظ سرووس ہے اُس کے
معنے اُس شخص کے ہیں جو بازار میں خریدا گیا ہو یا فروخت ہوا مگر چونکہ لفظ
یعنی غلام آزاد شدہ بمنزلہ کرایہ کے خادم کے ہے اس لئے غلام کی جگہ
بولا گیا لیکن خانہ زاد غلامی کو بدقسمتی سے عیسائیوں میں جائز سمجھا جاوے تو
نتیجہ کسی طرح نہیں نکلتا کہ افریقہ کی تجارت غلامی کی اجازت دی گئی ہو جس کی
کا منتقدمین کبھی گمان نہ کرسکے ہوں گے اور ہر بابت میں عیسائیوں کی خانہ
غلامی سے مختلف ہے۔ گو کہ محمدؐ نے اس قبیح رسم کو منسوخ نہیں کیا جیسا کہ
کرنا مناسب تھا تاہم آپ نے اُس کو بالکل نظرانداز بھی نہیں کیا کیونکہ
سب مسلمان بھائی ہیں اور کسی شخص کو اپنا بھائی غلامی میں نہ رکھنا چاہئے آپ نے

سے گویا بہت سے آدمیوں کو آزاد کر دیا تھا تو اس معاملے میں محمدؐ نے اس قدر نہیں
ں قدر آپ کو کرنا چاہئے تھا مگر آپ نے کچھ تو کیا اور کچھ نہ کرنا کرنے سے بہتر ہے۔ اور
اس سے بعض لوگوں کو غالباً ترغیب ہوئی ہو گی کہ اپنے کو عقیدت مند مریدوں میں
کریں جس کی وجہ سے ایک زمیندار عیسائی جو مذبح کے جلتے کوئلے کی حرارت سے
ہوا ہے اس پر لعن طعن کریگا اور اس کو برے محل پر عمل کریگا تاہم اس کے ذریعہ
و کہا آدمی خواری و ذلت سے بچ گئے دوسری ترمیم غلامی کی یا دفعہ اسکی
ں کا شروع میں پایا جاتا ہے یہ ہے کہ غلاموں کی فروخت میں والدہ بچوں سے
ح پر جدا نہ کی جاوے اور یہ جرم ویسٹ انڈیا والے ہر روز کرتے ہیں اس قسم
رہ انجیلوں میں نہیں دیکھا ہے۔ اس لئے محمدؐ نے اس قاعدہ کو نقل انجیل سے
یا ویسٹ منسٹر ریویو میں لکھا ہے کہ محمدؐ کا قاعدہ غلام کرنے کا یہ تھا کہ اگر
علائے پاس آویں تو تم ان کو علی رؤس الاشہاد فروخت نہ کرو گو کوئی دعویدار
ہو جیسا کہ نویں صدی کے عیسائی انگلستان کے صوبوں میں قاعدہ
۔ بلکہ آزاد کر دو اور یہ ممنوع ہے کہ ان کو دوسروں کے حوالہ کر دو اور آپ
ب کے ویرانوں میں ساتویں صدی میں تھے (دیکھو ویسٹ منسٹر ریویو نمبر ۱۹)
۲۲) قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ والذین یبتغون الکتٰب مما ملکت
لم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واتوھم من مال اللہ الذی اٰتٰکم۔
یہ بات ہیں نے انجیلوں میں نہیں پائی ہسپانیہ کے لالچی لوگ بھی کبوسیا میں اپنے

الزام کی تردید ایک دوسرے عیسائی مورخ کے قلم سے آپ کی نظر سے گذر چکی
مصنف طاب ثراہ نے بھی اس کا جواب آخر میں تحریر فرمایا ہے اسلئے یہاں اسکی ردو قدح کی نہیں
ا۔

غلاموں کی نسبت ایسی ہی تدبیر پر عمل کرتے تھے جس سے وہ اپنے آپ کو رفتہ رفتہ آ
کردیں مسٹر بارتھ سورا سمتھ اپنی کتاب محمد اینڈ محمڈن ازم لا میں لکھتے ہیں کہ اب ہم یہ دیکھنا
ہیں کہ غلام کی نسبت اسلام نے کیا کیا۔ چنانچہ اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ اس باب
میں بھی ترقی کی جانب قدم بڑھایا گیا بلکہ عورتوں کے باب میں جو قانون بنایا گیا اس
نسبت غلامی کے معاملے میں زیادہ ترقی کی گئی۔ بیشک محمدؐ نے غلامی کو بالکل نہیں مٹایا
کیونکہ ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایسا کرنا نہ تو مناسب تھا اور نہ ممکن ہی تھا
لیکن انہوں نے لوگوں کو غلاموں کے آزاد کرنے کی رغبت دی اور یہ اصول قرار دیا
کہ جو قیدی مسلمان ہو جاوے وہ آزاد سمجھا جاوے اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ
کی کہ انہوں نے حکم دیا کہ کوئی آزاد شدہ غلام اس سبب سے کہ اس نے محنت و مشقت
سے ایک دیانتداری اور عزت کی زندگی بسر کی ہے ذلیل نہ سمجھا جائے اور
ان کی نسبت جو غلامی کی حالت میں ہوں یہ حکم دیا کہ ان کے ساتھ مہربانی اور ملائمت
کی جاوے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے آخری الوداعی خطبہ میں جو اپنی وفات سے ایک سال
پیشتر بمقام منیٰ میں پڑھا تھا کہا کہ اے مسلمانو تم غلاموں کو ویسا ہی کھانا کھلاؤ
جیسا کہ تم خود کھاتے ہو اور ویسا ہی کپڑا پہناؤ کہ جیسا تم خود پہنتے ہو۔ کیونکہ
وہ بھی خدا کے بندے ہیں ان کو ستانا نہیں چاہئے بس ایک غلام جو قانون اور
ایسے اعلیٰ درجہ کے احکام مذہبی کی حفاظت میں ہو وہ ان معنوں کے لحاظ سے جو
لفظ غلام کے اس زمانہ میں سمجھے جاتے ہیں غلام نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ میں اوپر کہہ
چکا ہوں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ وہ لفظ جس کا ترجمہ غلام ہے قرآن مجید میں کہیں نہیں
آیا جو جملہ قرآن مجید میں استعمال کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ جو تمہارے داہنے ہاتھ کے

میں ہیں۔ جس کے معنی صرف یہ ہیں کہ جو واجب طور کی لڑائی میں قید ہو کر آئے اور
طرح سے اپنی آزادی سے محروم ہو گئے ہوں قیدی اگر مسلمان ہو جاتے تھے تو اُن کی
ت یہ حکم تھا کہ آزاد کر دئے جائیں۔ لیکن اگر اپنے مذہب پر قائم رہتے تھے تو آپ کا
پنے معتقدوں کے لئے یہ تھا کہ پھر بھی تم اُن کو اپنا بھائی سمجھو اُنھوں نے
یا کہ جو مالک اپنے غلام سے مہربانی کرے وہ مقبول خدا ہوگا۔ اور جو اپنے اختیار کو
طرح سے استعمال میں لاوے یعنی غلاموں کو ستاوے وہ داخل بہشت نہ ہوگا۔ ایک
لمان نے اُن سے سوال کیا کہ جو میرا غلام مجھے ناراض کرے اور اُسے کتنے بار
ف کر دینا چاہئے۔ نبی عربی نے جواب دیا کہ ایک روز میں ستر دفعہ۔ محمدؐ نے ایک نیم شائستہ
مت کے سردار کی طرح قیدی عورتوں کو حرم بنانا جائز رکھا لیکن وہ عورت جسکی
طرح پر اولاد ہو جاوے اُس کی نسبت یہ حکم دیا کہ وہ اولاد سے جدا نہ کی جاوے
پھر بیچی نہ جاوے بلکہ مالک کے مرجانے کے بعد آزاد سمجھی جاوے یہ رحیمانہ قوانین جیسی
ید کی جا سکتی ہے قوانین شریعت موسوی کے موافق ہے لیکن بہت سی باتوں
لحاظ سے اُن سے بہتر ہیں بلکہ ایسے ہیں کہ کسی یورپین یا امریکہ بردہ فروش سلطنت
اپنے مجموعہ قوانین میں اس وقت تک رائج نہیں کئے تھے جیسا کہ عیسائیت
وح نے غلامی کو بالکل نیست و نابود کر دیا مثلاً ایک یہودی قوم کا آدمی جب غلام
جاتا تھا تو اُس کی نسبت شریعت موسوی کا یہ حکم تھا کہ جب وہ اپنی غلامی کا زمانہ پورا
لے تو آزاد سمجھا جائے لیکن وہ عورت جس سے اُس کے مالک نے شادی کر دی ہو
بال بچوں کے اس سے جدا کر لی جاوے اور وہ غلام رہیں۔ جو مسلمان
لد اپنے غلام پر بلا وجہ خفا ہو اُس پر واجب ہے کہ اُس کو آزاد کر دے مگر

بخلاف اس کے۔ اگر کوئی یہودی اپنے غلام کو یہاں تک ستائے کہ اُس کو جان سے مار ڈالے تو اس کے لئے ایک سزا کا حکم تھا۔ لیکن اگر وہ اپنی سزا کی حالت میں ایک یا دو دن تک زندہ رہے تو بالکل چھوڑ دیا جاوے۔ جیسا انگریزی ترجمہ انجیل میں خوفناک الفاظ میں اس مطلب کو یوں ادا کیا گیا کہ غلام اپنے مالک کا روپیہ ہے جس طرح سے چاہے اُسے استعمال کرے۔ امریکہ کی ان سلطنتوں میں جن میں غلامی جائز تھی غلام کو کوئی حق قانونی حاصل نہ تھا۔ اگر کوئی مالک اپنی لونڈیوں سے نیک برتاؤ کرتا تھا تو یہ صرف اُس کی انسانیت سمجھی جاتی تھی نہ کہ اسلام کی طرح کہ اُس کے (یعنی مالک کی) نہایت عروج کی حالت میں بھی عدالت کو جائز تھا کہ اس کو غلام پر مہربانی کرنے کے لئے مجبور کر سکے۔ تمام انسانوں کا خدا کی نظر میں برابر ہونا ایک ایسا اصول تھا جس پر محمدؐ نے ہر مقام پر زور دیا ہے اس طرح پر چونکہ یہ اصول غلامی کی نسبت ذات وغیرہ کے خیال کو مٹا دینا تھا اس لئے غلامی کی ذلت کو بھی دفع کر دیا۔ محمدؐ کے نزدیک محنت کرنا ذلت کا موجب نہ تھا اور ملک عرب کی رسم غلامی اگرچہ اصولاً ہمیشہ بُرا کہنے کے لائق ہے لیکن اس وجہ سے غلامی سے ایک زیادہ تر مستحکم اور زیادہ تعلق ہو گیا جو گھر میں دوسرے لوگوں سے خدمت لینے کے اس طریقہ سے جو اور ملکوں میں جاری تھا کچھ زیادہ نہیں کہا جا سکتا۔

ہم نے دو محققین یورپ کے اقوال غلامی کے متعلق لکھ کر بہت سے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو اسلام کی غلامی پر کئے گئے ہیں۔ اب ہم مختصر طور پر اسلامی احکام کا پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ جتنا عظیم الشان

اصلاحی قدم اسلام نے اس بارہ میں اُٹھایا ہے وہ عالم بھر کے قوانین میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ رسولخدا فرماتے ہیں کہ جو شخص بندۂ مومن کو آزاد کرے خداوند کریم اُس کے ہر عضو کے عوض میں آزاد کنندہ کا ایک عضو آتش دوزخ سے آزاد کرے گا اور اگر عورت آزاد کرے تو بعوض دو عضو کے ایک عضو اُس کا آزاد ہوگا۔

قرآن مجید میں بیسیوں جگہ فک رقبہ آیا ہے اسیران جنگ کی نسبت بھی یہی وارد ہے۔ فاما منا بعد واما فداءً۔ اسیری کے بعد یا تو احسان کر کے چھوڑ دیا جائے یا قدرت پاکر کفاروں میں لونڈی غلام کو آزاد کرنا مقدم رکھے اور انکی ہر طرح کی آزادی کا خیال رکھے۔ قانوناً یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی لونڈی یا غلام میں اس کے ماں باپ اور اجداد یا بیٹا بیٹی اور اس کی اولادیں غلامی یا کنیزی میں آجائیں تو وہ سب کے سب آزاد ہوجاویں گی۔ معلوم ہوا کہ اسلام میں غلام ایسی قوت و شوکت رکھتے تھے کہ غلام بھی کنیز و غلام حاصل کر سکتے تھے۔ یہ بھی قانوناً حکم ہے کہ اگر غلام و کنیز زر معاوضہ دیں یا منظور کرلیں کہ آئندہ محنت و مزدوری سے وہ قیمت ادا کردیں گے تو آزاد کئے جاویں۔ اور مذہبا یہ قاعدہ ہے کہ کوئی شخص روزہ توڑ ڈالے تو کفارہ میں غلام آزاد کرے یا نذر شرعی ایفا نہ کرے تب بھی غلام آزاد کیا جاوے یہ تدبیریں تھیں جو موجودہ غلامی کی موقوفی کے واسطہ کی گئیں۔

اللہ اللہ۔ کیا احسان خداوندی ہے کہ شریعت نے بہت سے تکالیف کو غلام سے اُٹھا لیا ہے۔ نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز جماعت، حج اور جہاد، اور نیز دیگر مستحبات کو غلام و کنیز پر سے ساقط کردیا ہے۔

غلام کے حقوق

رسولِ خدا نے اپنی پیاری بیٹی جناب سیدہ سے فرمایا ایک روز گھر کا کام اے نور دیدہ تم کیا کرو اور فضہ سے کام نہ لیا کرو، دوسرے روز تم راحت لو اور فضہ سے کام لیا کرو۔ جو تم کھاؤ کنیز کو بھی کھلاؤ اور جو تم پہنو وہ کنیز کو بھی پہناؤ۔

جناب امیر علیہ السلام کی یہ حالت کہ ایک روز بازار سے دو پیراہن خرید فرمائے۔ ایک تین درم کا دوسرا دو درم کا اور اپنے غلام قنبر سے فرمایا جو تین درم کا پیراہن ہے تم پہنو اور دو درم والا میرے واسطے چھوڑ دو۔

قنبر: مولا جو زائد قیمت کا پیراہن ہے وہ آپ پہنیں کیونکہ آپ منبر پہ بیٹھتے ہیں اور خطبہ پڑھتے ہیں۔

امام علیہ السلام: "اے قنبر تم جوان ہو تم کو اچھے کپڑے کی خواہش ہو گی" میں "خدا سے شرم کرتا ہوں کہ اپنے کپڑے تم سے بہتر رکھوں"۔ میں نے رسولِ خدا سے سنا ہے وہ فرماتے تھے جو تم کھاؤ غلام کو بھی کھلاؤ اور جو تم پہنو اپنے غلام کو پہناؤ۔

جناب امیر فرماتے ہیں غلام کا تجھ پہ یہ حق ہے۔ تو یہ سمجھ لے کہ خدا نے مثل تیرے ہی اُس کو پیدا کیا ہے۔ اور اپنے کنیز و غلام کو یہ سمجھ کر کہ مثل تیرے وہ بھی، تیرے باپ کا بیٹا ہے اور تیری ماں کا فرزند ہے (یعنی مثل بھائی)، اور یہ سمجھ لے کہ غلام تیرا خون اور تیرا گوشت ہے (یعنی مثل فرزند) اور یہ سمجھ لے کہ تو اُس کے گوشت پوست کا مالک نہیں ہے۔

نہ تونے بنایا کہ جس طرح سے چاہے اپنی کاری گری سمجھ کر تصرف کر ڈالے۔ بلکہ اُس کا خالق بھی خدا ہے۔

تونے اُس کا کوئی عضو نہیں بنایا ہے۔ نہ اس پر گھمنڈ کر کہ تونے اُس کو رزق دیا ہے بلکہ خدا ہی نے اُس کو بھی رزق دیا ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ تیرے ہاتھ سے اُس کو دلاتا ہے تو اسی کا تو یہ عوض ہے۔

کہ خدا نے اُس کو تیرا مطیع کیا ہے اور تیرے ہاتھ میں امانت کے طور پر سپرد کیا ہے تو خدا کی امانت کی حفاظت کر اور بہتری کا خواہاں رہ۔ اور اُس کے ساتھ ایسی نیکی و احسان کرتا رہے کہ اگر وہ تیری کوئی تقصیر کرے تو عفو کر اور خلق خدا کو آزار نہ پہنچا۔

اسلامی عفو کی انتہائی مثال!

امام زین العابدین علیہ السلام کے یہاں مہمانی ہو رہی ہے غلام ایک بھرا ہوا خوان کھانے کا لاتا ہے آپ کا صغیر السن بچہ پہلو میں بیٹھا ہے خوان غلام کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرتا ہے۔ بچہ دب کر مر جاتا ہے۔ غلام کی اُس وقت جو حالت بھی، نہ ہو وہ کم ہے۔ امام کی نظر غلام کے لرزاں دست و پا پر پڑ گئی۔ غلام قرآنی حکم یاد دلاتا ہے۔ غلطیوں کے فرو کرنے والے۔ "الکاظمین الغیظ"۔

آپ فوراً جواب دیتے ہیں میں نے غیظ و غضب کو پی لیا۔ پھر عرض کرتا ہے۔ اور بخش دینے والے لوگوں سے۔ آپ فرماتے ہیں جا تجھ کو بخش دیا پھر عرض کرتا ہے۔

اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" آپ فرماتے ہیں "جا تجھ کو راہ خدا میں آزاد کیا۔" عالم میں اس سے بہتر عفو کی کوئی نظیر تاریخ پیش کر سکتی ہے ہرگز نہیں

غلاموں سے مساوات

اسلام میں مالک و غلام میں کچھ فرق نہیں ہوتا دو لڑکے خدمت امیر المومنین علیہ السلام میں حاضر ہوتے ہیں ہر ایک ان میں سے مدعی ہے کہ دوسرا غلام ہے اور میں آقا ہوں۔ وہ دونوں ایسی حالت میں تھے کہ قطعی امتیاز نہ تھا کہ مالک کون ہے اور غلام کون ہے۔

خود رسولخدا کی غلام نوازی کو دیکھو وقت وفات لشکر آراستہ فرما کر اسامہ غلام زادے کو تمام ان اصحاب پر جو بعد وفات رسولخدا کے خلیفہ وقت ہونے والے تھے اور رسولخدا کے سسرے بھی تھے) سردار لشکر معین فرما کر لعنت فرمائی ان لوگوں پر جو اس لشکر اور مہم سے منہ موڑے۔

اسلام کی غلامی دیگر اقوام کی آزادی سے کہیں بہتر ہے۔ اور اگر غلام پر اعتراض کسی کو ہے تو وہ اس کو مبارک ہو۔ گاڈفری ہنگس لا وغیرہ کا یہ کہنا کہ صاف الفاظ میں رسولخدا کو غلام بنانے کی ممانعت صریحی الفاظ میں کرنا تھی۔ انھوں نے فقہ و حدیث کی کتابیں نہیں دیکھیں ورنہ وہ یہ نہ کہتے۔ ان کو معلوم کرنا چاہیے کہ اسلام میں صاف و صریح حکم ہے۔ بجز کفار حربی کے غلام کسی کو نہیں بنا سکتے یہود نصاریٰ مجوس اور وہ کفار جن کی حمایت و حفاظت کا مسلمان ذمہ لے لیں یہ اس وقت تک لونڈی و غلام نہیں بنائے جا سکتے جب تک مسلمانوں سے برسر جنگ نہ ہوں۔ اور مسلمان تو کسی کافر کا غلام و کنیز ہو ہی نہیں سکتا۔

اور نہ وہ غلام بن سکتا ہے جو دار الحرب سے نہ لایا گیا ہو، اور ایسے غلام جو

دارالحرب سے لائے گئے ہوں وہ بھی اگر اندھے کوڑھی لنجے ہوجاویں تو وہ بھی حکماً آزاد کردیے جاتے ہیں یا ظالم مالک کسی غلام کے دست وپا کاٹ ڈالے تو وہ غلام بھی آزاد ہوجاتا ہے یا وارث عوض دیدے تب بھی آزاد ہوجاتا ہے۔

اب بتاؤ کہ جب اس موجودہ تمدن میں جو بڑی بڑی لڑائیاں ہوئی ہیں اُن کے قیدی اور اسیروں کی کیا حالت ہے۔ کون سلطنت ایسا کرتی ہے کہ فوجی اسیروں کو گرفتار نہ کرے اور تباہ افواج کا اور تاوان جنگ وصول نہ کرلے اسلام میں تیرہ سو سال پیشتر یہی رواج تھا اور اس اسیری کا نام غلامی تھا اس سے زاید غلامی کی اور ممانعت کیونکر کی جاتی۔

دیکھو وہ اسیر اسلام کے جو اندھے اور کوڑھی اور لنجے ہوجائیں اُن کی اعانت وامداد آزادی کے بعد بھی اسلام میں اس طرح سے کی جاتی ہے کہ علی وفاطمہ وحسنین علیہم السلام اور جناب فضہ روزے رکھ لیتے ہیں اسیر کے سوال کرنے پر اپنے اپنے سامنے کا کھانا اُٹھا دیتے ہیں۔

اسلام نے بیشک انتہائی جد وجہد سے غلامی کو روکا اور جتنا بھی جائز رکھا وہ صرف اسی حد پر کہ جنگ کے اسیروں کو تبادلہ اور عوض میں چھوڑ دیں تاریخ میں وہ کون سی شہادت ہے جس میں مسلمانوں نے عوض اور تبادلہ میں بھی اسیران جنگ کو واپس کردینے سے انکار کردیا۔

اور خرید بھی انہیں غلام وکنیز کی ہی ہے جو دارالحرب سے لائے گئے ہیں اس میں بھی جنگ کی مصلحت تھی اور اس سے زائد ایک تبلیغی مفاد بھی متصور تھا وہ یہ کہ جب جو اسیر ہوکر آدیں مسلمانوں کے حسن اخلاق اور بہترین تمدن واعلیٰ تربیت

افادات مذہبی اور اصول مذہبی سے کافی معلومات حاصل کر کے اپنے اپنے ملکوں اپنے قبائل میں اسلام کی ترجمانی کریں۔

چنانچہ علم رجال کے دیکھنے والے اس امر کے اعتراف کرنے پر مجبور ہوں گے کہ اسلامی غلام اور غلام زادے کتنے بڑے بڑے عالم واعظ مورخ اور ادیب ہوئے ہیں حتیٰ کہ سپہ سالار فوج اور شاہ و شہریار تک ہوئے یہ اسلامی تعلیم کا فیض تھا۔ جس کی نظیر دوسرے مذہب میں نہیں ہے۔

اللہ اللہ۔ یہ ہے غلام نوازی اسلام کی کہ جس طرح سے آقا اور مالک مولیٰ کہا جاتا ہے اسی طرح سے غلام بھی اور ایک ہی لفظ کو دونوں کے لیے استعمال کر کے بتایا گیا ہے کہ غلام و آقا دونوں مساوی ہیں۔

وہ چند قوانین اسلام کے جو غلام کے لئے بنائے گئے ہیں اور آقا کے حقوق معین ہوئے ہیں وہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے ماں باپ کے حقوق اولاد کے حقوق زن و شوہر کے حقوق ہمسایہ کے حقوق عزیز و اقارب کے حقوق عام مسلمین کے حقوق۔ کفار و مشرکین کے حقوق۔ حتیٰ کہ جانوروں کے حقوق۔ خود انسان پر دست و پا کے حقوق۔ غرضکہ اسلام نے جو قوانین بنائے ہیں ان میں کسی فرد بشر کو مطلق العنان چھوڑا ہے جو غلام و کنیز کو اس سے مستثنیٰ کیا جاتا اور یہ آزادی کے کسی طرح سے منافی نہیں ہے جیسا کہ تمہید میں ہم اس مضمون کی حیا آئے ہیں اور آزادی کے معنی خوب اچھی طرح سے سمجھا دیے ہیں کہ آزادی صرف یہی ہے کہ بہترین قوانین جو اصول فطریہ اور مصالح حکمیہ و سیاسیہ کے مطابق ہوں اور تمدنی معاشرتی ہر قسم کی ترقیوں کے ضامن ہوں ان کا اتباع

کرنا اور جبر و استبداد و ظلم کی زنجیروں کو توڑنا بس یہی حقیقی آزادی ہے تو اپنی اسلام کو غلامی کے بارے میں دیکھو جس کا مختصر خاکہ ہم نے پیش کر دیا ہے اسکے بعد اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ غلامی دیگر اقوام کی آزادی سے بہتر ہے یا نہیں؟

اسلام کے چند لونڈی غلاموں کو دیکھو جن پر ہمیشہ ہمیشہ مسلمان آزاد لوگوں کی جانیں قربان ہیں۔

جناب فضہ رح

کنیز خاص سیدہ عالم کی جس معظمہ نے بیس سال اپنی زبان کو کسی دنیاوی لغت سے آشنا نہیں فرمایا اور جو بات کی قرآن مجید سے کی۔

سعیدہ رح

کنیز امام جعفر صادق عؑ جن کے متعلق امام رضا علیہ السلام مدح میں فرماتے ہیں کہ وہ اہلِ فضل سے تھیں جو امام سے سنتی تھیں وہی لوگوں کو تعلیم فرماتی تھیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام خدا سے دعا کرتے تھے کہ جنت میں خدا اس کے ساتھ تزویج فرمائے۔

جناب بلال رح

صحابیِ رسول و مؤذن رسول محدث و ثقہ واجب التعظیم شخصیت کے تھے۔

جناب قنبر رح

غلام امیر المومنین فصحاء عرب و موالی حیدر کرار سے تھے آپ سے پوچھا

گیا کہ آپ کون ہیں تو ایسے فصیح و بلیغ الفاظ میں آپ نے شناخت کرا دیا جو یادگار ہے چند فقرے سنو فرماتے ہیں۔

" انا مولیٰ من ضرب بسیفین وھاجر الھجرتین ولم یکفر طرفۃ عین انا مولیٰ صالح المومنین ووارث النبیین وخیر الوصیین واکبر المسلمین ویعسوب المومنین ونور المجاھدین ورئیس البکائین وزین العابدین وسراج الماضین وضوء القائمین وافضل القانتین و لسان رسول اللہ رب العالمین واول المومنین من ال یٰسین" الخ

جناب جونؑ

غلام جناب ابوذر شہید راہِ خدا قتیلِ کربلا جن کی نعش مبارک پر امام حسین علیہ السلام نے تشریف لا کر دعا فرمائی "خداوندا میرے اس فدائی اور عاشق کو اپنے گروہ ابرار میں محشور فرما اور ہمارے ساتھ شامل کر، اس کے چہرے کو نورانی بنا دے، اور ہماری خوشبو اس کے جسم میں پیدا کر دے۔

یہ چند نمونے فخر اسلام کنیز و غلام کے دیکھو اور اسلام کے غلاموں کا دوسرے اقوام کے آزادوں سے مقابلہ کرو۔

"وباللہ التوفیق"

احمد العلوی